تاثرات

اسلام، دینِ فطرت ہے۔ اس کے اوامر ونواہی اور احکام و فرامین کے تمام گوشے انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔ جن امور کے ارتکاب سے شریعتِ اسلامی نے روک دیا ہے، تھوڑا سا بھی غور کریں تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ ان سے روکنا ہی چاہیے تھا اور جن باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے، ان کے بارے میں بہ ادنیٰ تامل فیصلہ کرنا پڑے گا کہ یہی صحیح اور قرینِ صواب ہے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کو انسان کا انفرادی اور ذاتی معاملہ نہیں قرار دیا گیا، بلکہ اس کو پورے انسانی معاشرے پر محیط کر دیا گیا ہے۔ غریب سے لے کر بڑے سے بڑے حکمران تک اس کے اوامر و نواہی کا یکساں نفاذ ہوگا۔ اسلام کی نظر میں سب کا درجہ ایک ہے۔ اگر معاشرے کا چھوٹا آدمی کسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ بھی قابلِ مواخذہ ہے، اور اگر کوئی بڑا شخص مرتکبِ معصیت ہوتا ہے تو وہ بھی باز پرس سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

مسلمان کی زندگی کا تحفظ اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ اپنے آپ کو کلیتہً اسلام کے حوالے کر دے، اور اپنے عادات و اعمال اور اخلاق و کردار کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کا فیصلہ کرلے۔ تمام انفرادی، عائلی، معاشرتی اور اجتماعی معاملات کو جہاں تک ممکن ہو قرآنِ مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم آہنگ بنالے۔

اسلام کسی پر ظلم و تعدی نہیں کرنا چاہتا اور نہ یہ برداشت کرتا ہے کہ کوئی کسی کو ہدفِ ظلم ٹھہرائے۔ وہ انسانی برادری کو عدل، انصاف، ہمدردی، رواداری، سلامتی، امن، رحم دلی، شفقت، مروّت، اور مہربانی کا درس دیتا ہے، اور خود لفظِ "اسلام" میں امن و سلامتی کا مفہوم بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے، اس لیے اس کے نفاذ سے گھبرانا نہیں چاہیے، بلکہ معاشرے کی حفظ و صیانت کے لیے اس کا خیر مقدم کرنا چاہیے۔

(محمد اسحاق بھٹی)